مولانا محمد عبید اللہ خاں عفیف　　　الاستفتاء

خلع فسخ نکاح ہے اور اس کے بعد رجوع جائز نہیں

س : میرے والد نے مسمی محمد نواز سے میری شادی کردی۔ کچھ عرصہ میں اس کے گھر میں آباد رہی۔ اس دوران میرا خاوند مجھ پر ظلم و ستم کرتا رہا جس سے میں تنگ آکر اپنے والد کے گھر آگئی۔ میرا خاوند کوشش کرتا رہا کہ میں اس کے گھر آباد ہو جاؤں۔ لیکن میں نے حق مہر وغیرہ واپس کر کے اس خاوند سے مبلغ پچیس روپے کے اسٹامپ پر طلاق لے لی۔ اس نے ایک ہی اسٹامپ پر تین طلاقیں دی تھیں۔ پھر اس نے دوبارہ رجوع کرنے کی کوشش کی لیکن میں نہ مانی۔ اب اس نے میرے خلاف سول جج کی عدالت میں مقدمہ دائر کر رکھا ہے کہ میں قانوناً اس کی بیوی ہوں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمایا جائے کہ طلاق مجھے ہو چکی ہے یا نہیں۔ طلاق کو ۹ ماہ ہو چکے ہیں۔ یہ بھی تحریر فرمائیں کہ میں دوسری جگہ عقد ثانی کر سکتی ہوں۔ یا کہ نہیں، شرعاً کوئی رکاوٹ تو نہیں۔ فتویٰ کی اشد ضرورت ہے۔

سائلہ: کنیزاں بیگم دختر عبد الواحد لڈیانہ موضع لڈ ماہنی تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ۔

الجواب بعون الوہاب ومنہ الصدق والصواب۔ بشرط صحت سوال و بشرط صحت کاتب واضح ہو کہ آپ نے جس طریقہ سے خاوند سے علیحدگی حاصل کی ہے اسے طلاق نہیں کہتے بلکہ اس کا نام خلع ہے۔ اور خلع فسخ نکاح ہوتا ہے اور عند الضرورت جائز ہے چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهٖ تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا

کہ اگر (اے حاکمو)، تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں (میاں بیوی)، حدود الٰہی پر قائم نہ رہیں گے تو ان دونوں کے درمیان یہ معاملہ ہو جانے

تعتدد فقہا۔
پارہ ۲
سورۃ ۲۲۹

ہیں کوئی قباحت نہیں کہ بیوی اپنے شوہر کو کچھ معاوضہ دے دلاکر علیحدگی حاصل کرلے یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں۔ ان سے تجاوز نہ کرو۔

احادیث خلع

(۱) محمد بن عبد الرحمان ان ربیع بنت معوذ بن عفراء اخبرته ان ثابت بن قیس بن شماس ضرب امراته فکسر یدها وهی جمیلة بنت عبد الله بن ابی فجاء اخوها یشتکیه الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فارسل رسول الله صلی الله علیه وسلم الی ثابت بن قیس فقال خذ الذی لها علیك وخل سبیلها فقال نعم فامرها رسول الله صلی الله علیه وسلم ان تتربص حیضة واحدة (سنن نسائی۔ زاد المعاد ج ۴ ص ۱۲۴ باب الخلع)

ربیع بنت معوذ بن عفراء کہتی ہیں کہ ثابت بن قیس نے اپنی بیوی جمیلہ بنت عبد اللہ بن ابی کا ہاتھ توڑ ڈالا تو جمیلہ کے بھائی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی تو آپ نے ثابت کو بلا کر کہا جمیلہ کا مہر وغیرہ جو آپ کے دیئے ہیں تم اس کے عوض جمیلہ کو علیحدہ کر دو۔ تو ثابت نے جواب میں عرض کیا کہ میں ایسا کرنے کو تیار ہوں تو آپ نے جمیلہ کو ایک حیض کی عدت کا حکم صادر فرمایا۔

(۲) عبادة بن الولید بن عبادة بن الصامت .... عن ربیع بنت معوذ قال قلت لها حدثنی حدیثك قالت اختلعت من زوجی ثم جئت عثمان فسألت ماذا علیّ من العدة قال لا عدة علیك الا ان یکون حدیث عهد بك فتمکثین حتی تحیضین حیضة قالت وانما یتبع فی ذالك قضاء رسول الله صلی الله علیه وسلم فی مریم المغالیة کانت تحت ثابت بن قیس

یعنی عبادہ بن ولید بن عبادہ بن صامت کہتے ہیں کہ میں نے ربیع بنت معوذ کو کہا کہ آپ اپنے خلع کا واقعہ مجھے بیان کریں۔ تو اس نے کہا کہ جب میں نے اپنے شوہر سے خلع کر لیا۔ تو میں حضرت عثمان بن عفان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے اس سے پوچھا کہ مجھے کتنی عدت گذارنی ہوگی، تو عثمان نے جواب فرمایا کہ آپ پر خلع کی کوئی عدت نہیں۔ ہاں اگر تیرے شوہر نے حال ہی میں تجھ سے مقاربت کی ہے تو پھر استبراء رحم کے لیے تجھے ایک حیض انتظار کرنا ہوگا۔ پھر ربیع نے مجھ سے

بن شماس فاختلعت منه
سنن نسائی ص
تحفة الاحوذی ص۲۱۶ ج ۲
زاد المعاد ص۲۱۲ ج ۴

کہا کہ حضرت عثمان نے میرے حق میں اپنے فتوی میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فیصلہ کی اتباع کی جو آپ نے ثابت بن قیس کی بیوی مریم غالیہ کے خلع پر صادر فرمایا تھا یعنی جناب رسول اللہ علیہ وسلم نے بھی مختلعہ کی عدت صرف ایک ہی حیض فرمائی تھی۔

(۳) عن ابن عباس ان امرأة ثابت بن قیس اختلعت من زوجها علی عهد النبی صلی الله علیه وسلم فامرها النبی صلی الله علیه وسلم ان تعتد بحیضة
هذا حدیث حسن غریب۔ تحفة الاحوذی ص۲۱۶ ج ۲ عون المعبود ص۲۳۶ ج ۲

کہ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ جب عہد نبوی میں حضرت ثابت بن قیس کی بیوی نے اپنے شوہر ثابت سے خلع کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے صرف ایک حیض عدت گزارنے کا حکم دیا تھا۔

خلع فسخ نکاح ہے یا طلاق :۔ ان تینوں احادیث سے معلوم ہوا کہ مختلعہ کی عدت صرف ایک حیض ہے۔ تاہم سلف کا اس میں اختلاف ہے کہ خلع طلاق بائن ہے یا فسخ نکاح۔ بعض خلع کو طلاق بائن کہتے ہیں اور بعض محققین کے نزدیک خلع طلاق بائن نہیں۔ بلکہ فسخ نکاح ہے۔ تفصیل یہ ہے۔

طلاق بائن ہونے کے دلائل.

(۱) عن جهمان راوی الاسلمیین عن ام بکرة الاسلمیة انها اختلعت من زوجها عبد الله بن خالد بن اسید فاتیا عثمان بن عفان فی ذلک فقال تطلیقة الا ان تکون سمیت شیئا فهو ما سمیت۔ تفسیر ابن کثیر ص۲۷۵ ج ۲ (مصری)

کہ جہمان نام کا ایک راوی ام بکرہ اسلمیہ سے روایت کرتا ہے کہ ام بکرہ نے اپنے شوہر عبداللہ بن خالد بن اسید سے خلع کیا۔ پھر وہ دونوں شوہر بیوی حضرت عثمان کے پاس آئے تو حضرت عثمان نے کہا کہ ایک طلاق پڑ گئی ہے۔ ہاں اگر تو نے کسی اور چیز کا نام لیا تھا۔ تو وہ اور بات ہے۔

جواب :۔ مگر یہ روایت ناقابل استدلال ہے کیونکہ امام شافعی نے جہمان راوی کو مجہول کہا

ہے اور امام احمد بن حنبلؒ نے اس روایت کو ضعیف ٹھیرایا ہے۔ تفسیر ابن کثیر ص۲۷۵ ج ۱، زاد المعاد ص۳۶ ج ۱۔

(۲) عن ابی لیلیٰ عن طلحۃ بن مصرف عن ابراھیم النخعی عن علقمۃ عن ابن مسعود قال لاتکون تطلیقۃ بائنۃ الا فی فدیۃ او ایلاء (زاد المعاد ص۳۹ ج ۴) — کہ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ طلاق صرف خلع اور ایلاء میں واقع ہوتی ہے معلوم ہوا خلع طلاق بائن ہے۔

جواب: پہلے اثر کی طرح یہ اثر بھی ضعیف ہے۔ کیونکہ اس اثر کے ایک راوی ابن ابی لیلیٰ کا حافظہ خراب تھا۔ علاوہ ازیں کہ اگر اس اثر کو صحیح بھی مان لیا جائے تو زیادہ سے زیادہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ خلع کی صورت میں طلاق بائن خود بخود واقع ہو جاتی ہے۔ نہ یہ کہ خلع طلاق بائن ہوتا ہے اور ان دونوں امروں میں جو فرق ہے۔ وہ بالکل واضح ہے۔

(۳) حضرت علیؓ سے بھی مروی ہے کہ خلع طلاق بائن ہے۔

جواب: مگر حسب سابق یہ اثر بھی صحیح نہیں، چنانچہ امام ابو محمد علی بن حزم لکھتے ہیں۔

روینا من طریق لا یصح عن علی (زاد المعاد ص۳۶ ج ۴) — یعنی امام ابن حزم کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو ضعیف سند سے روایت کیا ہے۔

مختصر یہ کہ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود۔ سعید بن مسیب، حسن بصری، امام عطاءؒ، امام شریح، امام شعبیؒ، امام ابراہیم نخعی، جابر بن زید، امام مالکؒ، امام ابو حنیفہ مع اصحابہ، امام ثوری، امام اوزاعی، امام عثمان بتی اور نئے قول کے مطابق امام شافعی کے نزدیک خلع طلاق بائن ہوتا (تفسیر ابن کثیر ص۲۷۵ ج ۱)

فسخ نکاح ہونے کے دلائل: قائلین فسخ حضرت ربیع بنت معوذ بن عفرا کی مذکورہ دونوں حدیثوں اور پھر حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی مذکورہ بالا حدیث کے علاوہ درج ذیل آثار بھی اپنے موقف کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔

(۱) ان ابراھیم بن سعد سأله (ابن عباس) عن رجل طلق امراتہ تطلیقتین ثم اختلعت منه اینکحھا قال ابن عباس نعم ذکر — کہ ابراہیم بن سعد نے حضرت عبداللہ بن عباس سے ایک آدمی کے بارے کے مسئلہ پوچھا جس نے اپنی بیوی کو دو طلاقیں دی تھیں۔ ازاں بعد اس کی بیوی نے اس سے خلع کر لیا کیا وہ اپنی مختلعہ سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے، تو حضرت عبداللہ

الله تعالى الطلاق في اول الاية و اخرها والخلع بين ذالك -

زاد المعاد ص۳۶ ج ۴
وتفسیر ابن کثیر ص۲۷۵ ج ۱
جامع البیان فی تفسیر

بن عباس نے فرمایا۔ ہاں کر سکتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خلع سے پہلے بھی دو طلاقوں کا ذکر کیا ہے اور پھر خلع کے بعد بھی ایک طلاق ذکر کی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ خلع طلاق نہیں ہوتا۔ ورنہ طلاقیں چار ہوں گی۔ اور چار طلاقوں کا کوئی بھی قائل نہیں۔ لہٰذا قرآن کے انداز سے معلوم ہوا کہ خلع فسخ نکاح ہے طلاق بائن ہرگز نہیں۔ فافہم وتدبر ولا تکن من القاصرین

(۲) حبیبہ بنت سہل انصاریہ کی حدیث کے آخر میں ہے۔

قالت حبيبة يا رسول الله كلما اعطاني عندى فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لثابت بن قيس خذ منها فاخذ منها وجلست في بيتها

عون المعبود ص۲۳۶ ج ۲

یعنی سعد بن زرارہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت حبیبہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ثابت بن قیس نے بطور مہر وغیرہ جو کچھ مجھے دیا ہے وہ سب میرے پاس موجود ہے تو آپ نے ثابت کو فرمایا۔ کہ وہ واپس لے لو۔ تو اس نے واپس لے لیا۔ اور حبیبہ اپنے اہل کے ہاں جا کر عدت بیٹھ گئی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خلع فسخ نکاح ہے۔ ورنہ وہ اپنے میکے نہ جاتی۔ امام سلیمان خطابی لکھتے ہیں۔

في هذا الحديث دليل على ان الخلع فسخ وليس بطلاق ولو كان طلاقاً لاقتضى فيه شرائط الطلاق من وقوعه في طهر لم تمس فيه المطلقة ومن كونه صادرا من قبل الزوج وحده من غيره

چونکہ اس واقعہ میں طلاق کی شرطوں کو مدنظر نہیں رکھا گیا یعنی یہ واقعہ نہ تو اس طرح میں پیش آیا ہے، جس میں وطی نہیں ہوتی تھی* بلکہ آپ نے اسی مجلس میں خلع کا حکم دیا تھا، لہٰذا طلاق کی مطلوبہ شرائط کا نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے، کہ خلع طلاق

* اور نہ ایک خاوند نے اپنی مرضی سے اسے طلاق دی تھی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے ان باتوں کی تحقیق فرمائی تھی۔

علیہ وسلم الحال فی ذالک واذن لہ فی مخالعتہا[۳]

(۳) قال الشافعی واخبرنا سفیان عن عمرو عن عکرمۃ قال، کل شئی اجازہ المال فلیس بطلاق۔
تفسیر ابن کثیر ص ۲۷۵ ج ۱۔

نہیں بلکہ فسخ نکاح ہے۔
کہ جناب عکرمہ فرماتے ہیں کہ ہر وہ علیحدگی جو مال کے عوض جائز ہوتی ہے۔ وہ طلاق نہیں ہوتی۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں۔

وھذا الذی ذھب الیہ ابن عباس من ان الخلع لیس بطلاق وانما ھو فسخ ھو روایۃ عن امیر المومنین عثمان ․․․․ وھو الظاھر لآیۃ الکریمۃ

تفسیر ابن کثیر
ص ۲۷۵
ج ۱

یعنی حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عثمان حضرت عبداللہ بن عمر کا مذہب ہے کہ خلع فسخ ہے، طلاق نہیں ہوتا۔ امام طاؤس، امام عکرمہ امام احمد بن حنبل، امام اسحاق، امام ابو ثور، امام داؤد ظاہری کا یہی قول ہے اور امام شافعی کا قدیم مذہب بھی یہی ہے۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ الطلاق مرتان کے ظاہر کے مطابق، خلع فسخ ہے طلاق نہیں۔

زاد المعاد میں مزید وضاحت ہے۔

عن نافع مولی ابن عمر رضی اللہ عنہ انہ سمع الربیع بنت معوذ بن عفراء وھی تخبر عبد اللہ بن عمر انھا اختلعت من زوجھا علی عھد عثمان فجاء عمھا الی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فقال لہ ان ابنۃ معوذ اختلعت من زوجھا الیوم افتنتقل فقال عثمان تنتقل ولا میراث

یعنی ربیع بنت معوذ نے عبداللہ بن عمر کو بتایا کہ جب ہیں تے حضرت عثمان کے عہد میں اپنے خاوند سے خلع کیا تو میرے چچا نے جا کر حضرت عثمان کو اطلاع دی اور پوچھا کہ آیا وہ آج ہی اپنے میکے منتقل ہو سکتی ہے تو حضرت عثمان نے میرے چچا کے جواب میں فرمایا ہاں وہ اپنے میکے جا سکتی ہے۔ کیونکہ اب نہ تو میاں بیوی کی کوئی میراث باقی ہے اور نہ اس پر کوئی عدت ہے، تاہم استبراء رحم سے پہلے کہیں اور جگہ نکاح نہیں کر سکتی۔ مبادا کہ وہ حاملہ

[۳] فی مخلصها ذلك ودل علی ان الخلع فسخ ولیس بطلاق والی هذا ذهب ابن عباس۔ معالم السنن مع عون المعبود ص ۲۳۲ ج ۲)

بینهما ولا عدة علیها الا انها لا تنکح حتی تحیض حیضة خشیة ان یکون بها حبل فقال عبد الله بن عمر فعثمان رضی الله عنه خیرنا واعلمنا وذهب الی هذا المذهب اسحاق والامام احمد فی روایة عنه اختارها شیخ الاسلام ابن تیمیة الخ۔ زاد المعاد ص۲۱۶ ج ۴)

یہ سن کر عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ عثمان ہم سے بہتر تھے۔ اور ہم سے زیادہ عالم تھے۔ یعنی حضرت عبداللہ بن عمر نے اس حدیث کو قبول کر لیا۔ غرضیکہ حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت عثمان، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ربیع بنت معوذ اور اس کے چچا کے نزدیک خلع فسخ ہے۔ طلاق ہرگز نہیں اور اکابر صحابہ کرام میں کسی کا فتویٰ صحیح اور قوی سند سے اس کے خلاف ثابت نہیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

میں کہتا ہوں زاد المعاد ص۲۱۶ ج ۴ کے امام ابن القیم الجوزی اور سبیل السلام ص۱۶۸ ج ۳ کے مطابق امام محمد بن اسماعیل الکحلانی اور فتاوی نذیریہ ص۲۸۲ ج ۲ کے مطابق شیخ الکل فی الکل سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی اور عون المعبود ص ج ۲ کے مطابق امام شمس الحق ڈیانوی اور تحفۃ الاحوذی ص ج ۲ کے مطابق امام عبدالرحمٰن مبارک پوری کا بھی یہی مذہب ہے، از روئے ادلہ صحیحہ کے اس ہیچمدان کے نزدیک بھی یہی صحیح ہے کہ خلع فسخ ہے۔ طلاق بائن ہرگز نہیں

مختلعہ کی عدت

جس طرح خلع کے فسخ یا طلاق ہونے میں اختلاف ہے۔ اور اسی اختلاف کی وجہ سے مختلعہ کی عدت میں بھی اختلاف ہے۔ جو لوگ خلع کو طلاق بائن قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک مختلعہ کی عدت تین حیض ہے اور جو ائمہ کرام خلع کو فسخ ٹھہراتے ہیں۔ ان کے نزدیک مختلعہ پر کوئی عدت نہیں ہوتی تاہم استبراء رحم کے لیے ایک حیض ضروری سمجھتے ہیں، ہمارے نزدیک یہی دوسرا مسلک صحیح ہے۔! جیسا کہ حضرت ربیع بنت معوذ، حضرت ابن عباس اور ثابت بن قیس کی بیوی جبیبہ سے مروی ہے

حافظ ابن القیم رقمطراز ہیں۔

وفی امره صلی الله علیه وسلم للمختلعة ان تعتد بحیضة واحدة دلیل علی حکمین احدهما انه لا یجب علیها ثلاث حیض بل تکفیها حیضة وهذا کما انه صریح للسنة فهو مذهب امیر المومنین عثمان

بن عفان و عبد اللہ بن عمر والربیع بنت معوذ و عمھا و ھو من کبار الصحابۃ رضی اللہ عنھم فھؤلاء اربعۃ من الصحابۃ لا یعرف لھم مخالف منھم ۔ زاد المعاد ص۲۶ ج۴

بہر حال ہمارے نزدیک خلع کی عدت صرف ایک حیض ہے اور یہ نہ صرف سنت صحیحہ سے ثابت ہے ۔ بلکہ اقوال صحابہ بھی اسی کے موید ہیں اور قیاس صحیح بھی یہی ہے ۔

واضح رہے کہ جو لوگ خلع کو طلاق کہتے ہیں تو وہ پھر طلاق بائن کے قائل ہیں ۔ اور طلاق بائن کے ساتھ فوراً نکاح ٹوٹ جاتا ہے ۔ یعنی طلاق بائن کے بعد رجوع ہرگز نہیں ہو سکتا چنانچہ شرح وقایہ جلد دوم باب الخلع میں ہے ۔ لا باس بہ عند الحاجۃ بما یصلح بھما و ھو طلاق بائن ۔

ہاں اگر مختلعہ عورت پسند کرے تو تجدید نکاح کر سکتی ہے ۔ تاہم اس پر جبر قطعاً نہیں ہو سکتا ۔

فیصلہ : صورت سوال کے مطابق خاوند نے آپ کو طلاق نہیں دی ۔ بلکہ آپ نے کچھ دے دلا کر خود علیحدگی حاصل کی ہے اور اس علیحدگی کو شرعاً خلع کہتے ہیں اور خلع فسخ نکاح کا نام ہے ۔ لہٰذا خلع کے بعد قانوناً بیوی رہنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا **استبراء** رحم کے بعد آپ جہاں چاہیں عقد ثانی کر سکتی ہیں اور بشرط صحت سوال یہ عقد **بلا شبہ** شرعاً جائز اور حلال ہوگا ۔ مفتی قانونی سقم کا ہرگز ذمہ دار نہیں ہوگا ۔ واللہ اعلم **بالصواب** ۔